نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم از: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

تحفظ بیت المقدس آل پارٹیز کانفرنس میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا خطاب

بروز جمعرات، مورخہ 14 دسمبر بمقام اسلام آباد ہوٹل (میلوڈی) بموقع ''المقدس آل پارٹیز کانفرنس بسلسلۂ ''بیت المقدس'' منعقد ہوئی جسمیں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے خطاب فرمایا جو نذر قارئین ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (بنی اسرائیل: ۱)

تمام معزز علمائے کرام ومشائخ عظام کا اس میٹنگ میں تشریف آوری کا شکر گزار ہوں۔اس اجتماع کی غرض وغایت آپ حضرات کو معلوم ہے اور الحمد للہ ''دفاعِ پاکستان کونسل'' ان بنیادی مسائل کیلئے تشکیل پائی ہے اور دس سال سے قوم وملت کی خدمت میں دن رات کوشاں ہے۔اور اس عرصہ دراز میں قوم وملت اور امت مسلمہ کو جو بھی چیلنج درپیش ہوا ہے خواہ اندرونی دشمنوں کی طرف سے ہو یا بیرونی دشمنوں کی طرف سے، خصوصاً یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کا فر قوتوں کی طرف سے ،اس کونسل نے صدائے احتجاج کی صورت میں ان کے خلاف بھر پور سیاسی واخلاقی اقدامات اٹھائے ہیں۔گزشتہ دس سال سے ہم نے کشمیر کے مسئلہ پر بھی بھارتی جارحیت اور فلسطین کے ناجائز قبضے وجارحیت اور بالخصوص افغانستان میں امریکہ و نیٹو کی ظلم و بربریت واستعماریت کے مسئلہ پر مؤثر طور پر کونسل کے پلیٹ فارم سے ان ظالم قوتوں کی مخالفت کی ہے اور مظلوم مسلم اقوام کا بھر پور سیاسی اور اخلاقی طور پر ساتھ دیا ہے۔

ملک میں یہ واحد پلیٹ فارم ہے کہ صیہونی اور صلیبی دہشت گردوں کے مقابلے میں آپ سب ہمارے ساتھ مل کر اپنے ایمانی قوت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔لانگ مارچ کرتے ہیں، سیمناریں منعقد ہوتی ہیں، ہم بلوچستان میں چمن بارڈر تک گئے، لاہور سے چل کر واہگہ بارڈر تک گئے، صوبہ کے پی کے میں خیبر پاس تک احتجاجاً گئے۔اس کا بنیادی مقصد مسئلہ کشمیر، فلسطین اور افغانستان اور بالخصوص پاکستان کا اسلامی تشخص اور نظریاتی دفاع کرنا ہے۔کشمیر کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔افغانستان کا مسئلہ بھی اپنی جگہ پر اہم ہے، فلسطین میں ''بیت المقدس'' کا تقدس جس طرح پامال کیا جارہا ہے۔سب سے اہم بات یہ کہ اس سلسلے

میں ''دفاع پاکستان کونسل'' نے سب سے پہلے نے نہایت مؤثر قدم اٹھایا ہے۔اس سلسلے میں ہم نے آپ کو زحمت دی اور آپ نے ایمانی قوت کا مظاہرہ کیا۔اہم مصروفیات کے باوجود آپ حضرات آج اس اہم ایشو پر فوری طور پر تشریف لائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ایمان اور عقیدے کی بات ہے۔ہمارے قبلہ اول کی حرمت کا مسئلہ ہے اور یہ پوری اُمت مسلمہ کو امریکی صدر ٹرمپ نے جو چیلنج دیا ہے۔ہمارے سب سے بڑے تین مقدس مقامات جن میں ''بیت المقدس'' بھی ہے ''بیت الحرام'' ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے ''مرکزِ عبادت'' بنایا ہے اور جناب نبی کریم ﷺ کا روضۂ مبارک اور مدینہ طیبہ یہ تین مقدسات ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو صرف آغاز ہے کہ انھوں نے بیت المقدس سے آغاز کیا اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر ہم نے یہ معاملہ برداشت کیا اور ہمارے حکمران ٹس سے مس نہ ہوئے اور ہم نے جہاد کا اعلان نہ کیا تو پھر خدانہ کرے ''خاکم بدہن'' ان کی نگاہِ بد حرمین شریفین پر بھی پڑے گی۔

اسرائیل کے نقشے میں ''مدینہ طیبہ'' بھی شامل ہے اور وہ نقشہ آج کل موبائل پر چل رہا ہے۔جسے امریکہ نے ابھی شائع کیا ہے۔جس میں مدینہ طیبہ کو اسرائیل کا حصہ قرار دیا ہے، جسے گریٹر اسرائیل کہتے ہیں۔انکی نظریں حرمین پر ہیں۔اگر ہم اس اقدام کو روکنے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاء اللہ پھر وہ آگے دوسرا قدم نہیں اٹھاسکیں گے اور خدانخواستہ اگر ہم سے قبلہ اول کی حفاظت نہ ہو سکی اور اپنی مسجدِ اقصیٰ کو ان کے ظالم ہاتھوں سے نہ چھڑا سکے تو پھر ہمیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّنَا مِنْ ظهرها کیوں کہ امریکہ نے اسرائیل کی دوستی میں تمام بین الاقوامی قوانین کو پامال کردیا ہے۔

کسی دنیا کے مہذب قوانین اور معاشرہ میں ایک مقدس اور متنازعہ مذہبی جگہ کی ملکیت کسی غیر مذہب والے ظالم حکومت کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ اس پر قبضہ کرے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ امریکہ کو خود اس فیصلہ پر انتہائی سوچنا چاہئے کہ جو انسانی حقوق کا علمبردار کہلاتا ہے اور جو آزادی کی بات کرتا ہے، جمہوریت کی بات کرتا ہے اور وہ اپنے صدر کو اس اقدام سے نہ روک سکے۔میں سمجھتا ہوں کہ امریکی عوام کو سب سے پہلے اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے کیوں کہ اس فیصلے سے پوری دنیا میں دہشت گردی کا دروازہ کھل جائے گا۔جس دہشت گردی کے خلاف امریکہ صبح وشام واویلا کررہا ہے، اس دہشت گردی کی بنیادیں امریکہ خود رکھتا ہے تو اس نئی دہشت گردی سے پورا عالم عرب دہشت گردی کی لپیٹ میں آئے گا۔

اگر ہمارے مقدسات اور اسلامی شعائر محفوظ نہیں ہیں، تو پھر ردعمل کے طور پر دنیا بھر میں اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے عبادت خانے جو دوسرے مذاہب کے ہیں۔گرجے، مندر اور کلیسے ان میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا اور پھر تیسری عالمی جنگ یا قتل وغارت کا ایسا بازار گرم ہوجائے گا کہ اس کو روکنے والا کو

ئی نہ ہوگا۔ اگر آج ٹرمپ اس کو جائز سمجھتا ہے تو پھر اس کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہے، وہ دہشت گردی نہیں ہوگی۔ وہ ردِ عمل ہوگا تو امریکی عوام کو چاہئے کہ وہ اپنے صدر کو اس فیصلے سے روک دیں تا کہ ٹرمپ مسلمانوں کے درمیان خلیج نہ بڑھائیں۔ ہماری تو خواہش ہے کہ مغربی اقوام مسلمانوں کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھائیں اور ان کے ساتھ ایسا سلوک رکھیں کہ نفرت پیدا نہ ہو، دہشت گردی کی نوبت بھی نہ آئے لیکن اگر وہ ایسے اقدامات کرتا ہے تو پھر کوئی عرب دنیا اور اسلامی دنیا میں دہشت گردی کو نہیں روک سکے گا، وہ پھر اس کا حق نہیں رکھتے کہ غیر مسلم عیسائی یہ کہیں کہ چرچ پر کیوں قبضہ ہوا........؟ مندر پر کیوں قبضہ ہوا........؟

تو خود امریکی عوام کو اپنا صدر روکنا چاہئے کہ ہمیں خانہ جنگی اور ہلاکت کی طرف نہ لے جاؤ، اس کے علاوہ اگر آج ہم اپنی قوت نہ منوا سکیں۔ ڈیڑھ ارب کی اُمت ہے، پچاس ساٹھ حکمران ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر ہم اپنا دفاع نہ کر سکے تو اس کے لئے مزید دروازہ کھل جائیگا اور وہ جو چاہے گا، مسلمانوں کے مقدسات، شعائر اور اسلامی ممالک کے ساتھ کرے گا اور عملاً کر بھی رہا ہے۔

فلسطین پر قبضہ جمانا، اسرائیل کا قیام یہ بذاتِ خود بہت بڑی دہشت گردی ہے۔ ٹرمپ نے اپنی دہشت گردی کا اعلان یعنی امریکی سفارت خانے کی منتقلی ڈنکے کی چوٹ پر کیا ہے۔ وہ دراصل حقیقت میں بیت المقدس پر قبضہ کرنے کا اعلان ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم سب جن مشترکات پر متفق ہیں، ہم سب مل کر ان کا تحفظ کریں۔ اگر ہم پاکستان کا نظریاتی تحفظ چاہتے ہیں، جغرافیائی تحفظ چاہتے ہیں تو یہود، نصاریٰ اور بھارت کی جارحیت بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے تو اس کے لئے ہمیں اس بڑے مسئلہ پر مؤثر لائحہ عمل پیش کرنا ہوگا۔ ہمارے حکمران بدقسمتی سے ہمیں ان سے یہ توقع نہیں رہی تو یہ مسئلہ اب اُمت نے سنبھالنا ہوگا، حکمرانوں میں کوئی ایسا نہیں کہ وہ اس سلسلہ میں امریکہ سے ڈٹ کر بات کرے۔

رسمی طور پر کانفرنس کرنا، مذمت کرنا، یہ حکمرانوں کا کام نہیں ہے۔ ایک اُمت جو چھپن ساٹھ ملکوں کی فوج رکھتی ہو، لاکھوں اربوں کی افرادی قوت رکھتی ہو اور اس کے ساتھ ایٹمی قوت بھی ہو اور اس کے حکمران ٹس سے مس نہ ہوں، اس معاملہ پر وہ خاموش ہوں تو ہمارے لئے مرنے کا مقام ہے۔ ذمہ داری آپ جیسے اہلِ علم، دانشمند اور قائدین کی ہونی چاہئے۔ وہ سفراء ہوں یا سیاسی قائدین ہوں، حکمران ہوں یا عامۃ المسلمین ہوں۔ ان شاء اللہ عامۃ المسلمین سب اس مسئلہ پر متفق ہیں بلکہ انصاف پسند غیر مسلم بھی اس فیصلے کے خلاف ہیں۔ فرانس، امریکہ اور دنیا بھر کے مسلم و غیر مسلم ممالک میں بھی اسکے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔

میں اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے بہت ہی قابلِ احترام بزرگ، تقدس مآب مفتیانِ کرام مشائخِ عظام اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ اب بھی جہاد کا اعلان اسلامی ریاست کا کام ہے، میں اس مسئلے میں دوسری رائے رکھتا ہوں۔ یہ مسئلہ فقہی لحاظ سے ٹھیک تو ہے اور کتابوں میں ہوگا مگر عملاً کیا صورتحال ہے؟

مجھے ایک حکمران ایسا بتائیں کہ وہ جہاد کی بات کرسکتا ہو؟ وہ حکمران تو سب کٹھ پتلیاں ہیں ،وہ تو سب وائسرائے ہیں،ان سے ہم توقع رکھیں کہ یہ جہاد کی بات کریں گے؟ آج ان میں سے کوئی ایسا حکمران ہے جو بیت المقدس کے حق میں بحیثیت ریاست جہاد کا اعلان کرے؟ اور اسرائیل کے خلاف جہاد کی بات کرے؟ اور کہے کہ ہاں! جہادضروری ہے اگر ایسا ہے تو میں اپنے اختلاف رائے کوختم کردوں گا۔ان اکابر کے قدموں میں بیٹھ جاؤں گا۔میں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ روس جارحیت کرے اور حفیظ اللہ امین اور ترکئی ،نجیب اللہ وغیرہ فتوٰی دیں گے کہ جہاد کرو؟ اور طالبان افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد کریں اور اشرف غنی اجازت دے کہ یہ جہاد جائز ہے؟اور مودی کشمیر پر سات لاکھ کی فوج چڑھائے اور وہاں کا کوئی کٹھ پتلی حکمران بھارت کے خلاف جہاد کی بات کرے.......؟ اور یا فلسطین کے مسئلہ میں ہم شمعون یا ناتن یاہو سے یہ توقع رکھیں.......؟ یہ ممکن نہیں ۔یہ مسئلہ ہے برحق ہے،مگراس موقع پر یہ کہنا کلمة حق ارید بها الباطل کا مصداق ہے،ٹھیک ہے ہم کہیں گے کہ جارحیت اسلام میں نہیں ہے،اگراقدامی جہاد ہوتو اس کے لئے حکومت کی اجازت ہونی چاہئے لیکن اگر دفاعی جہاد حکمرانوں پر چھوڑیں گے تو کوئی اٹھے گا نہیں اور سارے اسلامی ممالک غلام ہوجائیں گے ۔اوران کیلئے میدان کھلا ہوگا،آپ کسی حکمران کومجبور نہیں کرسکتے کہ وہ سخت بات بھی کہے تو ایسے حالات میں امت مسلمہ کے پاس جہاد کے علاوہ کوئی علاج نہیں اور ”اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَةِ“ حضورﷺ نے فرمایا :جہاد قیامت تک جاری رہے گا،لیکن ان کٹھ پتلی حکمرانوں کے سہارے اگر ہم چھوڑدیں نہ تو یہ زرداری فتوٰی دے گا ،نہ نواز شریف فتوٰی دے گا ،نہ اسفندیار ولی فتوٰی دے گا،نہ کوئی جہاد کی بات کرے گا،وہ تو جہاد کی بات سے منہ چھپاتے ہیں ،امریکہ آیا تو غدار پرویزمشرف نے چوپٹ سارے دروازے اس کیلئے کھول دئے ،کیا اس سے جہاد کے فتوٰی کی توقع رکھتے؟ کہ یہ امریکی اصطلاح میں دہشتگردی ہے،اس صورت حال میں ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمارا اقدام کیا ہوگا...؟

ہمیں کسی حکمران سے یہ توقع نہیں کہ وہ عملی طور پر میدان کارزار میں اترے گا۔الحمدللہ صرف ترکی کے بہادر حکمران جناب طیب اردگان نے کچھ جرأت کا مظاہرہ کیا۔اسلامی ممالک کی تنظیم (اوآئی سی) کی ذمہ داریاں یہاں تک محدود نہیں ہونی چاہئیں کہ صرف اورصرف مذمت کرے ،میں سمجھتا ہوں کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ سعودی عرب نے اسلامی عسکری اتحاد بنایا ہے، چالیس ملکوں کا فوجی اتحاد۔تو میں کہتا ہوں کہ یہی وقت ہے کہ اسلامی عسکری اتحاد قائدانہ کردار ادا کرے ،وہ کھل کر میدان میں آجائے کہ چالیس فوجیں اکھٹی ہیں اور اگر اس کے باوجود وہ کوئی بات اسرائیل کے خلاف نہ کرسکے تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔یہ اتحاد کس مرض کی دوا ہوگا؟

ایک بات یہ بھی یادرہے کہ ہمارے نزدیک ہر مذہب کا احترام اسلام کا احترام ہے، ہر نبی کا احترام حضورؐ کا احترام ہے تمام عبادت گاہیں (چاہے وہ مندر ہیں ،گرجے ہیں ،کلیسے ہیں، گوردوارے ہیں)

ہمارے نزدیک وہ اور مسجد تحفظ میں برابر ہیں، ہمیں ان کے تحفظ کا حکم دیا گیا ہے۔لیکن دشمن کی حرکتیں مسلمانوں کو مجبور کررہی ہیں کہ یہ تحفظ ختم ہوجائے ،وہ اپنے ملک کو، اپنی عوام کو مشکلات میں ڈال رہے ہیں۔اس کے خلاف امریکہ کی باشعور قوم کو نکلنا ہوگا اور ٹرمپ کے اس متنازعہ ترین فیصلے کو مسترد کرنا ہوگا۔

بہر حال میں آپ حضرات کا مزید وقت نہیں لوں گا۔بس اس کی ہمہ گیری، اس کی آفاقیت اور اس مسئلے کا ایمان اور روح سے تعلق وہ سب آپ حضرات پر واضح ہے، الحمد للہ اس کانفرنس میں بہت اہم لوگ تشریف لا چکے ہیں، سیاسی جماعتوں کے نمائندے افغانستان، ایران اور فلسطین کے سفیر بھی تشریف لا چکے ہیں۔

29 دسمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں بہت بڑا اجتماع ہوگا ان شاء اللہ اور سارے ملک میں یہ سلسلہ چلائیں گے، سیاست سے بالاتر ہوکر اس مسئلہ کو دین کا حصہ سمجھیں، یہ مسئلہ ہمارا سیاسی مسئلہ نہیں ہے۔میں نے زرداری صاحب کو بھی دعوت دی ہے، میں نے ایم کیو ایم، پی ٹی آئی کو بھی دعوت دی ہے، میں نے مسلم لیگ ن کو، مسلم لیگ ق کو بھی دعوت دی ہے۔اسفندیار ولی کو بھی دعوت دی ہے، سارے سیکولر اور لبرل جماعتوں کو دعوت دی ہے۔کیوں کہ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے۔یہ ان مسائل سے کیوں لاتعلق ہیں افسوس کہ ان سب کو آج ہمارے ساتھ شریک ہونا تھا لیکن ان سیاسی لوگوں کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں، ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے ہیں، امت تباہ ہورہی ہے اور تم ایک دوسرے کا منہ کالا کررہے ہو۔دن رات اسی میں پھنسے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو، مگر ایک دوسرے کے بارے میں سچ کہہ رہے ہیں، یہود نے کہا تھا وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ (البقرۃ:۱۱۳) عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صدقتا دونوں ایک دوسرے کے بارے میں سچ کہہ رہے ہیں، ان دونوں جماعتوں کی ایک بات بھی جھوٹ نہیں ہے تو ان کاموں سے احتراز کرو، اُمت کے مسائل کی فکر کرو۔

پاکستان ایٹمی ملک ہے، اللہ نے اسے یہ قوت عطا فرمائی ہے اور یہ ایٹمی قوت اللہ نے ہمیں پورے عالم اسلام کے تحفظ کے لئے دی ہے تو اس ایٹم بم کی قوت کے ہوتے ہوئے اگر ہمارے حکمران اتنے بزدل ہوں اور ٹس سے مس نہ ہوتے ہوں تو یہ خدا کی نعمت کی ناشکری ہوگی۔حکمرانوں کا پہلا کام یہ ہے کہ پورے عالم اسلام کی بڑی نمائندہ کانفرنس اس عظیم ایشو پر فوری بلائیں اور خصوصاً عرب ممالک کو یکجا کریں، اسرائیل، امریکہ وغیرہ سے سفارتی تعلقات ختم کریں اور امریکہ پر واضح کریں کہ تمہاری غلامی مسلمانوں کو قبول نہیں ہے اور نہ ہی تمہارے اس متنازعہ فیصلے کو عالم اسلام و پاکستان قبول کرتا ہے۔تمہارے اس منفی ونفرت انگیز اقدام سے القدس و فلسطین پر اسرائیل کے ناجائز قبضے کو سندِ جواز نہیں مل سکے گا۔آخر میں مَیں آپ سب حضرات کا بے حد مشکور ہوں میرے جیسے فقیر اور حقیر کی کال پر آپ سب اپنی اہم مصروفیات چھوڑ کر تشریف لائے۔اللہ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔(آمین) ۞۞۞